مولانا سید اولاد حسن قنوجی رحمتہ اللہ علیہ

محمد اشرف جاوید
مدیر مکتبہ جامعہ سلفیہ۔ فیصل آباد

قنوج ہند کا ایک مردم خیز خطہ ہے اس سرزمین نے فحول علماء کو جنم دیا جو اپنے وقت کے نجوم سماء گردانے جاتے رہے ان سے خطیر علماء نے علم حاصل کیا۔

وہ تمام اوصاف کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا اولاد حسن کا شمار ان علماء میں سے ہوتا ہے جنہوں نے ظلمت کدہ وادیوں میں نور ھدایت اور حق کا چراغ روشن کیا اولاد حسن نواب صدیق حسن کے والد محترم تھے۔

پیدائش:۔

ان کی پیدائش میں اختلاف ہے بعض نے ۱۲۰۰ھ اور بعض نے ۱۲۱۰ھ تحریر کی ہے۔ مگر حقائق اور قدیم ماخذ کی روشنی میں ۱۲۱۰ھ درست معلوم ہوتی ہے۔

تعلیم

باوجودیکہ ان کو بچپن سے باپ کے سایہ عاطفت میں رہنا نصیب نہیں ہوا اور سن تمیز تک بیگانہ وار زندگی بسر کرنی پڑی۔ خاندان میں کوئی ایسا بزرگ موجود نہ تھا جو ان کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کا فرض ادا کرتا۔ قدرت نے ان کو ایک خاص ملکہ ودیعت کیا تھا اس لئے خود بخود اپنے ذوق طبعی، شوق فطری اور دانش مندان کی رہنمائی میں اکتساب علم کی طرف ان کی عنان توجہ معطوف ہوئی۔ ماثر صدیقی ص ۵۳۔ ج اول

اولاً فنون لغت فارسیہ کی تحصیل اپنے وطن اور نواح وطن کے اساتذہ سے کی اس وقت تک تمام دفتروں اور عدالتوں میں بالعموم فارسی زبان رائج تھی اور ملکی و شاہی زبان ہونے کا تاج بھی اس کے سر پر تھا۔ قدرے اس میں قدرت کلام حاصل ہو گئی۔ تو پھر بقیۃ السلف خیر الخلف شیخ عبدالباسط قنوجی کے حلقہ میں داخل ہو اوائل کتب شرعیہ کو پڑھا۔ (ماثر صدیقی ج ۱ ص ۵۳۔ اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ ص ۱۳۱۔ اہل حدیث اور سیاست ص ۱۱۳)

صاحب فقہاء ہند تحریر کرتے ہیں کہ حصول علم کا آغاز مولانا عبدالباسط صدیقی قنوجی متوفی ۱۲۲۳ھ سے کیا ان کے فیض سے ابتدائی عمر میں شیعیت سے تائب ہو گئے۔ (فقہاء پاک وہند ۱/۱۱۰)

نواب صدیق حسن اپنے والد کی تعلیم کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ

اخذ اوائل العلوم الدراسية من الشيخ العلامہ عبدالباسط القنوجی و رحل الی لکھنو بعد وفاتہ فاکتسب عن الشيخ العارف العالم نور محمد وغيره من علماء عصره ثم سافر ١٢٣٣ھ الی دھلی و تلمذ علی الشيخ عبدالعزيز والشيخ رفيع الدين ابنی الشيخ الاجل اشاه ولی الله المحدث الدہلوی و

اخذلاجازة لكتب التفسير والحديث و غيرها

حضرت اولاد حسن نے ابتداء حضرت مولانا عبد الباسط سے کی ان کی وفات کے بعد آپ نے لکھنو کا سفر کیا۔ وہاں مولانا نور محمد اور ان کے ہم عصر علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ۱۲۳۳ھ کو دہلی کا رخ کیا وہاں شاہ عبد العزیز و شاہ رفیع الدین جو حضرت شاہ ولی اللہ کی اولاد میں سے تھے۔ ان سے تفسیر و حدیث میں سند حاصل کی۔ (ابجد العلوم ہندی: ۲۶۷۔ تلامذہ غالب ص ۲۳۰)

ایک دوسری روایت کے مطابق قنوج سے روانہ ہو کر لکھنو پہنچے اور جناب مولوی نور محمد صاحب مرحوم، اور مرزا حسن علی صاحب محدث کے حلقہ میں داخل ہوئے جو طبقہ اہل علم و فضل میں اس وقت سر آمد روزگار تھے کچھ زمانہ تک ان سے اکتساب کرتے رہے اسی اثناء میں علوم کتاب و سنت کا ذوق طبعی غالب آیا اور ۱۲۳۳ ہجری میں لکھنو سے روانہ ہوئے دار الخلافت دہلی پہنچے۔ مولانا شاہ رفیع الدین سے کتب حدیث فقہ و تفسیر کو ترتیب متداولہ کے ساتھ پڑھا اور شاہ عبد العزیز سے تبرکا بعض کتب حدیث و وظائف و ادعیہ ماثورہ کی سند لی اور شاہ عبد القادر صاحب مولف موضح القرآن سے بارہا ان کو اتفاق صحبت ہوا یہی صحبت و تعلیم علامہ مرحوم کے لئے مذہب شیعہ امامیہ کے ترک کا باعث اور مذہب اہل سنت کے اختیار کرنے کا سبب ہوا۔ (ماثر صدیقی ص ۵۵۔ ج ۱ اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ ص ۱۳۱)

مسلک اہل حدیث

مولانا اولاد حسن کے دادا عزیز اللہ نے شیعہ مسلک اختیار کر لیا پھر ان کے بیٹے لطف اللہ بھی ان کے دین پر قائم رہے اور بعد میں مولانا اولاد حسن نے مسلک اہل سنت اختیار کر لیا اور مطالعہ کے بعد آپ مسلک اہل حدیث میں شامل ہو گئے۔

(فقہاء ھند ص ۱۱۰، ۱۰۹)

وطن واپسی

تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن لوٹے تو وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا صاحب ماثر صدیقی نے لکھا ہے کہ ہر محلہ میں وعظ کیا کرتے تھے۔ (ماثر صدیقی ص ۴۳)

مولانا ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت، عبادت تصنیف و تالیف کے علاوہ صبح و شام ورزش کرنا ان کا معمول تھا سپاہیانہ وضع میں ہمیشہ رہا کرتے شمشیر و عصا کمان و تفنگ سے مسلح رہتے۔ (کاروان ایمان ص ۸۸) تذکرہ علماء ہند کا مصنف ان کے اوصاف یوں بیان کرتا ہے کہ

ان کی عمر عزیز درس اور وعظ و پند میں بسر ہوئی۔ (تذکرہ علماء ہند ص ۱۱۴۔ ترجمہ ایوب قادری)

دعوت دین کے اثرات

ان کے وعظ سے قنوج اور اطراف کے لوگ ان کے مرید ہو کر صراط مستقیم پر قائم ہوئے ان میں اہل خرقہ بہت زیادہ تھے باقی سید۔ مغل پٹھان تھے اسی طرح کئی ہزار ھنود ان کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (ماثر صدیقی ۱/۵۷) اور قنوج میں مولانا کی وجہ سے عقائد و اعمال اور رسوم کی بڑی اصلاح ہوئی پوری پوری برادریوں نے آپ کا رنگ قبول کر لیا اور متبع سنت بن گئیں ان اطراف میں آپ کی برکات و اصلاحی اثرات ابھی تک محسوس ہوتے ہیں۔ (کاروان ایمان ص ۸۷) انہوں نے قرآن کریم کی اس آیت کو

سامنے رکھتے ہوئے تمام اہل خاندان سے جو ارباب تشیع میں سے تھے۔ اپنے تعلقات منقطع کر لئے اور مراسم شادی و غمی کو یک قلم اٹھا دیا

لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاداللہ ورسولہ ولوکانوا آباء ھم و ابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتھم۔ (ماثر صدیقی:٥٦)

نواب صاحب اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نے شیعہ کے رد میں رسائل بھی تحریر کئے امام باڑوں کو گرا دیا اور تعزیہ کے نشانات وغیرہ کو نیست و نابود کر کے زمین بوس کر دیا اس کی جگہ مسجدیں اور مدرسے تعمیر کرائے۔ (لقطۃ العجلان ص ۲۷) یہ حضرت مولانا اولاد حسن کا عظیم کارنامہ تھا۔

دوسری جگہ نواب صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ان کی ذات سے خلق کثیر کو فائدہ پہنچا۔ قنوج کے اطراف سے دس ہزار کے قریب غیر مسلم ان کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے غافل مسلمان احکام کی پابندی میں سرگرم ہو گئے۔ ان کی وجہ سے مسجدیں آباد ہو گئیں۔ صوم و صلاۃ کی رونق بڑھ گئی امام باڑے نیست و نابود ہو گئے۔ تعزیہ کا نشان ختم ہو گیا۔ بہت سی سنتوں کا احیاء اور بدعتوں کا قلع قمع ہوا۔ (اتحاف النبلاء ۲۳۲)

حضرت کا سیدین کی تحریک سے ابتداء میں تعلق پیدا ہو گیا تھا حضرت سید احمد شہید نے آپ کو وطن تبلیغ کے لئے بھیج دیا تھا۔ سید صاحب ان کی خبر گیری بھی گاہے بگاہے کرتے رہتے ایک خط جو انہوں نے حضرت کے نام لکھا۔ مندرجہ ذیل ہے۔

آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ کے سلسلے میں مصروفیت کے متعلق جو کچھ

لکھا اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نیک جزاء دے تمام مخلص مسلمانوں خصوصاً بڑے بڑے عالموں اور محترم پیروں کے لئے لازم ہے کہ خدا کے احکام اس کے بندوں تک پھیلائیں۔ (جماعت مجاہدین ص۲۵۶)۔

مجاہدین سے تعلق

سید احمد شہید و امام اسمٰعیل شہید کی تحریک احیاء اسلام کی تحریک تھی جس کا بنیادی مقصد اسلام کو زندہ کرنا اور عوام کو سنت نبوی کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دینا تھا۔ واقعتہً یہ تحریک اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی آج پاک و ہند میں قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی جو صدا بلند نظر آتی ہے ان کی بدولت ہے۔

شہیدین نے اپنے کام کرنے کے لئے مختلف مقامات پر اپنے سفیر، یا مبلغ بھیجے ان کی تعداد کافی ہے جن میں سے چند ایک کے نام قارئین کی نظر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مولانا محمد علی رام پوری۔ مدراس۔ ان کے ساتھ عنائت اللہ خان، عبداللہ، نعیم خان

۲۔ مولانا ولائت علی خان۔ حیدر آباد۔

۳۔ مولانا عنایت علی۔ بنگال۔

۴۔ مولانا سید اولاد حسن قنوجی۔ یو۔پی ان کے ساتھ سید حمید الدین خواہر زادہ حضرت سید احمد صاحب۔ (سید احمد شہید ج ۱ ص ۴۳۷)۔

نواب صاحب تاج میں لکھتے ہیں کہ

"وكان له محبته اكيدة مع الشيخ اسماعيل الشهيد و الشيخ عبدالحي وكانت بيعقة على يد العارف احمد بريلوى سافر الى خراسان وجاهد فى سبيل الله باللسان والجنان و البيان والصارم والسنان"۔ (تاج ۲۲۳ ہندی) ۲

حضرت مولانا اولاد حسن کو حضرت (امام) سید اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی سے بہت محبت تھی حضرت مرحوم نے سید احمد شہید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ان کے ساتھ خراسان کا سفر بھی کیا اللہ کی راہ میں جہاد کیا زبان اور بیان کے ساتھ اور کاٹنے والی تلوار اور نیزے کے ساتھ۔

ایوب قادری مرحوم نے لکھا کہ "مولانا اولاد حسن سید احمد شہید کے مرید تھے اور ان کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تھے۔ مولانا اولاد حسن تکمیل علم کے بعد اپنے وطن قنوج تشریف لائے اور دعوت و ارشاد کا (خطوط غالب ص ۵۳۳۔ تذکرہ علماء ہند ص ۱۱۴) سلسلہ شروع کیا اس زمانہ میں سید احمد شہید کی دعوت کا غلغلہ پورے برصغیر میں بلند تھا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بیعت ہوئے پھر ان کی قیادت میں قافلہ مجاہدین کے ساتھ جن میں سید اسماعیل شہید۔ مولانا عبدالحی جیسے مقتدر رجال شریک تھے سرحد پار گئے اور انگریزی حکومت کے خلاف بعض جنگوں میں حصہ لیا اور اس عہد میں کابل قندہار لاہور کا بھی سفر کیا ان کا شمار بسلسلہ جہاد سید صاحب کے ساتھ جانے والوں میں السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ (تراجم علماء ہند ۲۳۱۔ تلامذہ غالب ص ۲۳۰۔ فقہاء ہند اول ص ۱۱)

تقویٰ:۔

مولانا صاحب تقوی میں بے مثال تھے ان کو دیکھ کر قرون اولی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ ایک بار کسی نے سید صاحب سے دریافت کیا نماز قبول ہونے کی کوئی خاص علامت بھی ہے انہوں نے جواب دیا

ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر

۲۔ تقوی و طہارت کا یہ عالم تھا تمام عمر بازار کی مذبوح بکری کا گوشت نہیں کھایا اپنے خاص خادم جو پابند صوم و صلوٰۃ تھا اس کے ہاتھ سے بکری ذبح کراتے تھے اور جس قدر گوشت کی ضرورت ہوتی اس میں سے لیتے۔ (ماثر صدیقی ص ۶۵)

۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ فرخ آباد کے صاحب کلکٹر نے علامہ کے بعض یاران بااختصاص کے ذریعہ سے عہدہ صدر الصدوری اور افتاء و قضاء کے قبول کرنے کا پیغام بھیجا آپ سن کر بہت برافروختہ ہوئے جو لوگ اس امر کے محرک ہوئے تھے ان سے رنجیدہ ہو گئے۔

آخر کار عہدہ صدر الصدوری پر کوئی دوسرا شخص مقرر ہو گیا اور ضلع کے عہدہ افتاء پر مولوی ولی اللہ فرخ آبادی کا تقرر ہوا مولوی صاحب نے اپنے عہدہ افتاء کے زمانے میں ایک مدرسہ قائم کیا اس مدرسہ پر اپنے پاس سے زر خطیر ماہوار صرف کیا کرتے تھے مدرسہ قائم ہونے کے بعد جب کبھی مولانا اولاد حسن صاحب کو فرخ آباد جانے کا اتفاق ہوتا تھا تو اس مدرسہ میں نہیں جاتے تھے اور کہا کرتے تھے مال مشتبہ پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے اس پر رشوت و معاوضہ خدمت نصاری کا روپیہ صرف ہوا ہے مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ اس قسم کے مدارس میں داخل ہو کر دین میں مداہنت اختیار کریں۔

ان کے اس فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ مولوی صاحب موصوف رشوت ستانی اور حکام پرستی کے الزام میں متہم اور مشہور تھے اس کے علاوہ انہوں نے اپنی تفسیر میں بعض آیات قرآنی کی توضیح میں حکایات ہزل و فحش نقل کی تھیں جن کی بناء پر مولوی اوحد الدین احمد بلگرامی اور مرزا حسن علی محدث نے کفر کا فتوی صادر کیا تھا۔ (ماثر صدیقی ٦٣)

سید احمد شہید کی شہادت کے بعد سید اولاد حسن کو نواب وزیر الدولہ والی ٹونک کی جانب سے ملازمت اختیار کرنے کی درخواست کی گئی لیکن چونکہ اس کی بعض باتیں خلاف شرع تھیں اس لئے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ (فقہا ہند اول ص ۱۱۲)

والد کا ترکہ اور مولانا مہر

سید اولاد حسن بڑے ہی نیک طبع اور خوش سیرت بزرگ تھے کہا جاتا ہے کہ والد کی وفات کے بعد (یہ بھی یاد رہے کہ حضرت کے والد محترم حیدر آباد دکن میں ایک مقام رکھتے تھے بلکہ نواب انوار جنگ تھے) ان کو حیدر آباد بلایا گیا لیکن وہ نہ گئے اور والد کا ترکہ چھوڑ دیا میرے نزدیک واقعے کی صحیح صورت یہ ہے کہ حیدر آباد کے نظام کے مطابق جاگیرداری میں بھی اسی طریقے پر عمل ہوتا تھا جو مغلوں کے زمانے میں رائج تھا یعنی امراء کی وفات پر ان کا پورا مال و اسباب سرکاری خزانے میں داخل ہو جاتا تھا البتہ اولاد کے لئے حسب استعداد ملازمت کا انتظام کر دیا جاتا۔ انوار جنگ کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی سید اولاد حسن ملازمت کے لئے تیار نہ تھے۔ لہذا انہیں حیدر آباد سے کچھ ملنے کی امید نہ ہو سکتی تھی۔

مولانا غلام رسول مہر نے جماعت مجاہدین میں تحریر کیا ہے کہ ایک موقعہ پر سید احمد نے اولاد حسن سے پدری میراث کے ترک کا سبب پوچھا اور کہا آج وہ روپیہ موجود ہوتا تو مسلمانوں کے کام آتا سید اولاد حسن نے جواب دیا میرے والد شیعہ تھے۔ معلوم نہیں ان کا مال میرے لئے حلال ہے یا حرام۔ اگر حرام ہے تو اس لائق نہیں کہ اسے حاصل کروں اگر حلال ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض مجھے علم کی دولت عطاء کردی ہے۔

مہر مرحوم یہ لکھ کر ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ روایت درست نہیں ہے۔ مگر حقائق بالا اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کا تقویٰ اس بات کا متقاضی تھا۔ (جماعت مجاہدین ۲۵۷)

اس کے علاوہ توکل کا یہ عالم تھا کہ ایک روز تمام اسناد و تمسکات اور شہر قنوج کی جائیداد کے کاغذات آگ میں جلادیئے اور فرمایا

''محتاج چند قطعات زمین و چند باغ برائے معاش نیستم و فی السماء رزقکم وما توعدون''۔ (کاروان ایمان و عزیمت ص ۸۸)

یہ باتیں اس بات کی غماضی کرتی ہیں وہ بہت بڑے متوکل انسان تھے۔
اگر انہوں نے جائیداد ترک کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کو نوابی دے دی۔

تصانیف

مولانا بہت بڑے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف انسان تھے۔ ان کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الاختصاص ببیان الحدود و القصاص۔ عربی

۲- تقویۃ الیقین بردالمشرکین- فارسی

۳- راہ جنت- چالیس احادیث کی شرح- فارسی نظم

۴- رسالہ در معنیٰ کلمہ توحید- فارسی

۵- فتویٰ فی رد تعزیہ- فارسی

۶- رسالہ در بیان مااہل بہ لغیر اللہ (میاں جی یار علی کے رد میں ہے)

۷- رسالہ در بیان وعظ و آداب- (میاں جی یار علی کے رد میں ہے)

۸- رسالہ در بیان بیعت و انواع و حقائق آں- فارسی

۹- ہدایت مؤمنین- انواع و حقائق تعزیہ- فارسی

۱۰- راہ سنت منظوم- اردو

۱۱- رسالہ در منع افروختن و چراغاں بر قبور

راہ سنت جامعہ سلفیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے- ایمان افروز کتاب ہے- کیونکہ مولانا کا تعلق تمسک بالسنہ سے تھا ان کے اشعار چند ایک

اب کسی کا فعل ہو یا قول ہو
چاہے سنت سے اس کا تول لو
مولوی فاضل ہو یا استاذ و پیر
یا ولی یا شیخ یا شاہ فقیر

اولاد

حضرت کی دو شادیاں تھیں- پہلا نکاح وطن میں کیا ان سے نواب صدیق حسن، احمد حسن عرشی پیدا ہوئے- دوسرا نکاح حیدر آباد میں اس سے کوئی اولاد نہ تھی-

وفات

تقریباً ایک ہفتہ بیمار رہے اور نماز فرض وقت پر ادا کرتے رہے نوافل کبھی بیٹھ کر پڑھ لیتے اور کہا میں نے اپنی بساط سے فریضہ تبلیغ ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی خاطر خواہ کام نہ ہو سکا۔ آخر نماز ظہر سے قبل ۱۲۵۳ھ فوت ہوئے اور محلہ شیخ پورہ قنوج میں دفن ہوئے۔

بقیہ :- وصیّت اور اُس کے متعلّقات

وصیت کرنے میں تاخیر نہ کرنی چاہیئے

اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرنے کو ناگزیر تصور کرتا ہو تو اسے اس معاملہ میں تاخیر نہ کرنی چاہیئے کیونکہ نہ جانے زندگی کی تار کب ٹوٹ جائے اور اس کی خواہش دل، دل ہی میں رہ جائے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

ماحق امری مسلم لہ شی یوصی فیہ یبیت لیلتین الا وصیتہ مکتوبۃ عندہ

کہ کسی مسلمان کو دو رات بھی ایسی نہ گذارنی چاہیئے کہ جو امر اس کو ضروری ہو اس کو لکھ نہ رکھے بلکہ اس کی وصیت تحریر ہوئی اس کے پاس تیار رہنی چاہیئے۔